

سید اسعد گیلانی

ادارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور

ترتیب و تدوین زیرِ اہتمام : اسلامی اکادمی، منصورہ، لاہور

نام کتابچہ ——— اُمّتِ مسلمہ سے خطاب

مرتبہ ——— سیّد اسعد گیلانی

مطبع ——— نیو شاد پرنٹرز ریٹی گن روڈ لاہور

طابع ——— ادارہ ترجمان القرآن، لاہور

ضخامت ——— ۵۶ صفحات

پہلا ایڈیشن ——— ۲ ہزار

قیمت ——— ۵۰/۷ روپے

دُنیا میں اسلام مسلمانوں کے واسطے سے ہی پہچانا جاتا ہے اور انہیں کے کردار کے فیتے سے اسے ناپا جاتا ہے

اُمّتِ مُسلمہ ھی کے نام

فہرست مضامین





پہلی گزارش

مسلمان قوم نظامِ مملکت میں اپنے دستوری نظریاتی موقف سے پہلی صدی ہجری میں ہی ہٹ گئی تھی۔ اور جب ایک بار سیاست میں اپنے بنیادی اصولوں سے اس کا انحراف شروع ہوگیا تو پھر صدیوں تک وہ انحراف مسلمان قوم کا مقدر بن کر رہ گیا اور اسکے سبب ذہنی اور عملی، اجتماعی اور انفرادی انحطاط و زوال بھی ان میں جاری ہوگیا جو آج تک جاری ہے۔

مسلمانوں کے زوال کی داستان دراصل اسلام کے موقف سے ان کے انحراف کی داستان ہے۔ جتنے وہ اسلام کے اجتماعی نظریات سے اپنی اجتماعی زندگی میں اور اصلاحِ فرد کے بارے میں اسلام کی ہدایات سے اپنی شخصی زندگی میں دور ہٹتے چلے گئے اسی قدر ان کا زوال گہرا، ان کا انحطاط دلفگار اور ان کا انتشار دلخراش اور عبرتناک ہوتا چلا گیا اور وہ حریتِ فکر و عمل کے بلند مقام سے گر کر پہلے اپنوں کی، پھر غیروں کی اور بالآخر کافروں کی غلامی میں مبتلا ہوتے چلے گئے۔

مسلمان قوم کے دوبارہ عروج کا ایک ہی نسخہ ہے۔ وہی نسخہ جس نے اسکو اونٹوں کی ساربانی سے اٹھا کر دنیا کی حکمرانی تک پہنچایا تھا۔ یعنی وہ از سرِ نو اپنے اندر اسلامی نظامِ زندگی کو بحال کرے اور اپنے دینی اصولوں پر از سرِ نو عمل پیرا ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ جب اس کی موجودہ پستی اسلام سے دوری کا ہی دوسرا نام ہے تو پھر بیداری اور بلندی کے لئے اس کے اندر وہی کام احیاءِ ملت کا کام قرار دیا جا سکتا ہے جو اس کے اندر اسلام کے احیاء کا باعث ہو یہ بیک وقت اجتماعی، اصلاحی اور دینی کام ہے اور اسے کرنے کے لئے وہی لوگ اٹھ سکتے ہیں جو مسلمانوں کی حقیقی بیماری

سے آگاہ بھی ہوں، خود اس بیماری سے محفوظ بھی ہوں اور اسلام اور غیر اسلام کے درمیان خطِ امتیاز کو اپنے علم و بصیرت کی بنا پر خوب اچھی طرح پہچانتے اور اپنے عمل سے اسلام کے بتاتے ہوئے صراطِ مستقیم پر گامزن ہوں۔

ایسے ہی لوگوں نے بالعموم مسلمانوں میں احیاءِ اسلام کا کام کیا ہے اور انہیں کے کام کا نتیجہ ہے کہ مسلمان زوال کے باوجود پستی کے اُس مقام تک جانے سے محفوظ رہے جہاں تک دوسری قومیں پہنچ گئیں۔ ایسے لوگ مسلمانوں کے اندر ہر دَور میں اور ہمیشہ سرگرم عمل رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کے کئے ہوئے کام کا پورا ریکارڈ ہماری علمی تاریخ میں موجود ہے اور انہوں نے جس جس طرح مختلف اور مشکل اوقات میں ملت کے غم میں خون کے آنسو بہائے اور درد و الم کا اظہار کیا ہے اس سے انسان کا دل آج بھی سینہ میں دکھ درد اور ولولہ و جذبہ محسوس کرتا ہے۔

ہمارے محترم دوست ڈاکٹر نجم الدین بھاتی نے پچھلے دنوں اسلامی اکادمی کے اغراض و مقاصد سے آگاہ ہونے کے بعد کینیڈا سے اپنے ایک خط میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی اس نوعیت کی دکھ بھری پکار کو کتابچے کی صورت میں شائع کرنیکی طرف توجہ دلائی اور جب ہم نے شاہ صاحب کی ان دکھ بھری نصیحتوں کا از سر نو مطالعہ کیا تو انہوں نے اپنے دور میں ملتِ مسلمہ کے مختلف طبقات کو مخاطب کر کے بیان فرمائیں اور انکی کتابوں میں درج ہیں تو قوم کے موجودہ حالات میں وہ باتیں آج بھی ویسے ہی تازہ اور حسبِ حال نظر آتی ہیں جیسے کبھی وہ شاہ صاحبؒ کے اپنے دور میں تھیں اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ملت میں زوال کا عمل آج بھی جاری ہے اور ملت کے داخلی اور خارجی حالات کی عمومی کیفیت میں کوئی قابلِ ذکر فرق نہیں ہے۔

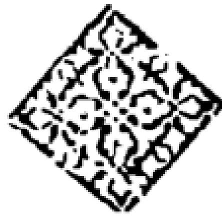
جہاں تک ان نصائح کی اشاعت کا تعلق ہے بلاشبہ وہ نہایت مفید ہیں اور قوم کا صاحبِ فکر و شعور طبقہ ان سے ضرور استفادہ کر سکتا ہے اور اس کے واسطے سے دوسرے طبقات تک بھی بات پہنچ سکتی ہے لیکن یہ اوراق اشاعت کی مقدار کے لحاظ سے نہایت قلیل اور مختصر تھے چنانچہ ہم نے ایسی ہی دوسری تحریرات کا بھی

ایک سرسری ساجائزہ لیا تو چند مضامینِ نظم ونثر اور بھی ایسے نظر آئے جنہیں اگر کتابچے میں شامل کر دیا جائے تو کتابچے کی افادیت میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے اور اس کی حیثیت قوم کے نام ایک جذبہ انگیز ولولہ خیز، درد آمیز اور بصیرت افروز جامع نصیحت کی بن جاتی ہے چنانچہ ہم نے یہ کتابچہ اسی نیت سے مرتب کرکے شائع کیا ہے شاید چند دردمندان ملت کی یہ پندِ دردمندانہ باتیں بعض دلوں میں اتر جائیں اور وہ احیاء ملت کے مقدس کام میں اپنی توانیاں صرف کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔

اسی جذبہ کے تحت یہ کتابچہ پیشِ خدمت ہے

منصورہ
مارچ ۱۹۸۶ء

اسعد گیلانی



شاہ وَلی اللہ

پہاڑی کا وعظ



تاریخِ انسانی میں بارہویں صدی ہجری کے وہ عظیم اسلامی رہنما جنھوں نے مسلمانوں میں خیالات و عقائد کے الجھے ہوئے جنگل کو صاف کرکے فکر و نظر کی وہ مرادِ مستقیم متعین کی جس پر گامزن ہونے کے لیے مجاہدین کی ایک جانفروش تحریک اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ مقدس تحریک تاریخِ اسلامی کی شاہراہِ اقامتِ دین کے سنہری نقوش اپنے پاک خون سے اجاگر کر گئی۔ شاہ ولی اللہ کی پکار تجدیدِ دین کی صدائے بازگشت تھی۔

شاہ ولی اللہ اپنی قوم کو پکارتے ہیں۔ بزمِ ملت میں ان کی چیخ و پکار کی شورشیں لعنتیں اور شیون و ملامتیں آج بھی ان کی کتابوں میں سنائی دیتی ہیں۔ یہ چند اقتباسات ان کی مشہور و معروف کتاب تفہیماتِ الٰہیہ میں سے نقل کیے گئے ہیں۔ انھوں نے قوم کے ایک ایک طبقے کو نام بنام پکارا اور اسے اس کا فرضِ منصبی یاد دلایا ہے۔ ان کی پکار پرجوش ہے لیکن ملت آج بھی محوِ خوابِ غفلت ہے۔

مسلمان سلاطین سے خطاب:

اے بادشاہو! ملاءِ اعلیٰ کی رضا اس زمانہ میں اب اس بات پر منحصر ہے کہ تم سب اپنی تلواریں کھینچ لو اور اس وقت تک نیام میں داخل نہ کرو جب تک مسلم، مشرک سے بالکلیہ جدا نہ ہو جائے اور اہل کفر و فسق کے سرکش لیڈر خائب و خاسر ہو کر کمزوروں کے گروہ میں جاکر شامل نہ ہو جائیں اور ان کے اختیار میں پھر کوئی ایسی بات نہ رہ جائے جس کی بدولت وہ آئندہ سر اٹھا سکیں۔

قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۔

ترجمہ: ان سے جنگ کرتے رہو تا آنکہ فتنہ فرو ہو جائے اور دین صرف اللہ کے لئے مخصوص ہو جائے۔

پھر جب کفر و اسلام کے درمیان ایسا کھلا اور نمایاں امتیاز پیدا ہو جائے تو پھر تمہیں چاہیئے کہ ہر تین دن کے سفر کی منزلوں پر ایک ایک حاکم مقرر کرو۔ ایسا حاکم جو عدل و انصاف کا مجسمہ ہو، قوی ہو، جو ظالم سے مظلوم کا حق وصول کر سکتا ہو جو خدا کی حدود کو قائم کر سکتا ہو اور اس کام میں وہ اتنا سرگرم ہو کہ لوگوں میں بغاوت و سرکشی کے جذبات تک پیدا نہ ہو سکیں اور دین سے مرتد ہونے کی کسی میں جرأت باقی نہ رہے اور نہ کسی گناہِ کبیرہ کے ارتکاب کی کسی کو مجال ہو ہر جگہ اسلام کا کھلے بندوں اعلان ہو اور اس کے شعائر کی پابندی کا علانیہ اظہار ہو۔ ہر شخص اپنے فرائض کو صحیح طریقے پر ادا کرے۔ ہر شہر کا حاکم اپنے پاس اتنی قوت رکھے جس کے ذریعہ سے وہ اپنی متعلقہ

آبادی کی اصلاح کر سکتا ہو۔ مگر اس کو اتنی قوت فراہم کرنے کا موقع بھی نہ دیا جائے کہ وہ خوردان کا استحصال کرنے کی تدابیر سوچنے لگے۔ سلاطین کو چاہیئے کہ وہ اپنے زیر متعلقہ مقبوضات پر ایسے حاکم مقرر کریں جو جنگی مہمات کا اختیار اور سلیقہ بھی رکھتے ہوں۔ ایسے امراء کے ساتھ بارہ ہزار کی جمعیت رکھی جائے مگر جمعیت ایسے آدمیوں سے بھرتی ہو جن کے دل میں جہاد کا جوش اور ولولہ ہو اور خدا کی راہ میں کسی کی ملامت سے وہ خوفزدہ نہ ہوں اور سرکشوں سے جنگ کی ان میں صلاحیت ہو ——— اے بادشاہو! جب اسلامی علاقوں میں تم یہ انتظامات کرو گے تو پھر ملاءِ اعلیٰ کی رضا یہ چاہے گی کہ تم لوگوں کی خاندانی اور عائلی زندگی کی طرف توجہ کرو۔ ان کے باہمی تعلقات کو سلجھاؤ۔ اور ایسا ماحول بنا دو کہ کوئی معاملہ بھی شرعی قوانین کے خلاف چلنے نہ پائے۔ اس صورت میں لوگ امن و امان کی صحیح مسرت سے مستفید ہو سکتے ہیں۔"

اُمراء، حکّام اور رؤساء کے نام:

میں امراء و رؤساء اور حکام سے بھی کہتا ہوں کہ تمہیں خدا کا خوف نہیں آتا۔ تم فانی لذتوں کی طلب میں مستغرق ہو گئے اور رعیت کو چھوڑ دیا کہ ایک دوسرے کو کھا جائے۔ علانیہ شرابیں پی جا رہی ہیں اور تم نہیں روکتے۔ زناکاری اور قماربازی کے اڈے بڑے عام ہو گئے ہیں اور تم ان کا انسداد نہیں کرتے۔ اس عظیم الشان ملک میں مدت ہائے دراز سے کوئی حدِ شرعی نہیں لگائی گئی جس کو تم ضعیف پاتے ہو اسے کھا جاتے ہو اور جسے قوی پاتے ہو اسے چھوڑ دیتے ہو۔ کھانوں کی لذت، عورتوں کے ناز و انداز، کپڑوں اور مکانوں کی لطافت بس یہ چیزیں ہیں جن میں تم ڈوب گئے ہو۔ کبھی خدا کا خیال تمہیں نہیں آتا۔ تم کیسے ناخدا ترس ہو گئے ہو۔

فوجیوں سے خطاب:

میں ان فوجی آدمیوں سے کہتا ہوں کہ تم کو اللہ نے جہاد کے لئے اعلائے

کلمۃ الحق کے لئے اور شرک اور اہل شرک کا زور توڑنے کے لئے فوج بنایا تھا۔ اس کو چھوڑ کر تم نے گھوڑ سواری اور ہتھیار بندی کو ہی پیشہ بنا لیا ہے۔ اب جہاد کی نیت اور مقصد سے تمہارے دل خالی ہیں۔ پیسہ کمانے کے لئے سپہ گری کا پیشہ کرتے ہو بھنگ اور شراب پیتے ہو۔ ڈاڑھیاں منڈاتے ہو اور مونچھیں بڑھاتے ہو۔ بندگانِ خدا پر ظلم ڈھاتے ہو اور تمہیں کبھی اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ حرام کی روٹی کمارہے ہو یا حلال کی۔ خدا کی قسم تمہیں ایک روز دنیا سے جانا ہے پھر اللہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کما کے آئے ہو۔

تمہارے لئے تو خدا کی یہ مرضی ہے کہ تم اچھے پارسا، صالحین اور غازیوں کا لباس پہنو اور ان کی سی وضع اختیار کرو۔ تم کو چاہیئے کہ اپنی ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ۔ پنج وقتہ نماز ادا کرو۔ اور عام لوگوں کے مال کی لوٹ اور آبرو کی تباہی سے بچتے رہو تمہارا فرض ہے کہ جنگ اور مقابلے کے میدان میں ڈٹے رہو اور سفر اور جنگ وغیرہ کے موقع پر نماز میں جو آسانیاں اور رخصتیں خدا نے تمہارے لئے رکھی ہیں انہیں سیکھو مثلاً قصر نماز کرنا، جمع کرنا، سنتوں کے ترک کرنے کی اجازت سے واقف ہونا، تیمم کی اجازت سے مطلع ہونا۔ تمہارے لیے لازم ہے کہ نماز کو خوب زور سے پکڑ لو اور اپنی نیتوں کو درست کر لو۔ ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے جاہ و منصب میں برکت دے گا اور دشمنوں پر تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔

پیرزادوں سے گزارش:

"میں ان پیرزادوں سے جو کسی استحقاق کے بغیر باپ دادا کی گدیوں پر بیٹھے ہیں، کہتا ہوں کہ یہ کیا دھڑے بندیاں تم نے کر رکھی ہیں دیکھوں تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے طریقہ پر چل رہا ہے اور کیوں اس طریقہ کو سب نے چھوڑ رکھا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا تھا، تم میں سے ہر ایک امام بن بیٹھا ہے، اپنی طرف لوگوں کو بلا رہا

ہے اور اپنے آپ کو ہادی و مہدی سمجھتا ہے، حالانکہ وہ ضال و مضل ہے۔ ہم ہرگز ان لوگوں سے راضی نہیں جو دنیا کے فوائد کی خاطر لوگوں سے بیعت لیتے ہیں، یا اس لئے علم حاصل کرتے ہیں کہ اغراض دنیوی حاصل کریں، یا لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیتے ہیں اور اپنی خواہشاتِ نفس کی اطاعت ان سے کراتے ہیں۔ یہ سب راہزن ہیں، دجّال ہیں، کذّاب ہیں، خود بھی دھوکے میں ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں۔ خبردار! خبردار، ہرگز اس شخص کی پیروی نہ کرنا جو شخص

اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کی طرف دعوت نہ دیتا ہو اور اپنی طرف بلاتا ہو۔ اس سے بچو اپنی طرف بلانے والا دجّال اور کذّاب ہے اور دھوکہ باز ہادی نہیں ہوتا۔

علماء سے درخواست :

"میں ان طالبانِ علم سے بھی کہتا ہوں جو اپنے آپ کو علماء کہتے ہیں کہ بے وقوفو! تم یونانیوں کے علوم اور صرف و نحو و معانی میں پھنس گئے اور سمجھے کہ علم اس کا نام ہے۔ حالانکہ علم تو کتاب اللہ کی آیتِ محکم ہے، یا پھر وہ سنّت ہے جو صحت سے ثابت ہو..... تم پچھلے علماء کے استحسانات اور تفریعات میں ڈوب گئے، کیا تمہیں خبر نہیں کہ حکم صرف وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا ہو؟ تم میں سے اکثر لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب کسی کو نبیؐ کی کوئی حدیث پہنچتی ہے تو وہ اس پر عمل نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ میرا عمل تو فلاں کے مذہب پر ہے نہ کہ حدیث پر۔ پھر وہ حیلہ پیش کرتا ہے کہ صاحب! حدیث کا فہم اور اس کے مطابق فیصلہ تو کاملین و ماہرین کا کام ہے اور یہ حدیث ائمہ سلف سے چھپی تو رہی نہ ہوگی، پھر کوئی وجہ تو ہوگی کہ انہوں نے

اسے ترک کر دیا۔ جان رکھو۔ یہ ہرگز دین کا طریقہ نہیں ہے اگر تم اپنے نبی پر ایمان لائے ہو تو اس کا اتباع کرو خواہ کسی مذہب کے موافق ہو یا مخالف۔ تم صرف یہ دیکھو کہ کسی معاملے میں حضورؐ کا کیا طریقہ تھا حضورؐ اپنی ضرورت کے لیے باہر کس طرح جاتے تھے۔ حج کس طرح کرتے تھے نماز کس طرح پڑھتے تھے۔ آپ کا گفتگو کا کیا انداز تھا۔ اپنی زبان کی حفاظت کس طرح فرماتے تھے آپ کے اخلاق کیا تھے۔ تم کو چاہیئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری روش کی پوری پوری پیروی کرو اور آپ کی سنت پر عمل کرو۔ مگر اس میں بھی اس کا خیال رہے کہ جو سنت ہے اسے سنت ہی سمجھو نہ کہ اسے فرض کا درجہ دے بیٹھو۔ جو امور فرائض ہیں انہیں سیکھو مثلاً وضو کے ارکان کیا ہیں، نماز کے ارکان کیا ہیں زکوٰۃ کا نصاب کیا ہے۔ واجب کیا ہے۔ میت کے حصوں کی مقدار کیا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عام سیرت کا مطالعہ کرو جس سے آخرت کی رغبت پیدا ہو۔ صحابہ اور تابعین کے حالات پڑھو اور یہ چیزیں فرائض سے فاضل اور زیادہ ہیں لیکن ان دنوں جن چیزوں میں تم الجھے ہوئے ہو اور جس میں تم دن رات سر کھپا رہے ہو اس کو آخرت کے علم سے کیا واسطہ ہے، یہ تو دنیا کے علوم ہیں۔

اے عالمانِ دین و مفتیانِ شرعِ متین! جان لو کہ جن علوم کی حیثیت صرف ذرائع و آلات کی ہے مثلاً صرف و نحو وغیرہ ان کی حیثیت آلہ اور ذریعہ ہی کی رہنے دو۔ نہ کہ خود ان ہی کو مستقل علم بنا بیٹھو، علم کا پڑھنا تو اسی لیے واجب ہے کہ اس کو سیکھ کر مسلمانوں کی بستیوں میں اسلامی شعائر کو رواج دو لیکن تم نے دینی شعار اور اس کے احکام کو تو پھیلایا نہیں اور لوگوں کو زائد از ضرورت باتوں کا مشورہ دیتے رہے ہو۔ تم نے اپنے حالات اور طرزِ عمل سے لوگوں کو یہ باور کرایا ہے کہ علماء

کی بڑی کثرت ہو گئی ہے حالانکہ ابھی بڑے بڑے علماء علم سے خالی پڑے ہیں اور جہاں علماء ہیں وہاں بھی دینی شعائر کا غلبہ نہیں ہے۔

واعظوں، زاہدوں اور خانقاہ نشینوں کی خدمت میں

میں ان متقشف واعظوں، عابدوں اور خانقاہ نشینوں سے کہتا ہوں کہ اے زہد کے مدعیو۔ تم ہر وادی میں بھٹک نکلے اور ہر رطب و یابس کو لے بیٹھے۔ تم نے لوگوں کو موضوعات اور اباطیل کی طرف بلایا۔ تم نے خلق خدا پر زندگی کا دائرہ تنگ کر دیا۔ حالانکہ تم فراخی کے لئے مامور تھے نہ کہ تنگی کے لئے۔ تم نے مغلوب الحال عشاق کی باتوں کو مدار ایمان بنایا ہے حالانکہ یہ چیزیں پھیلانے کے لئے نہیں بلکہ لپیٹ کر رکھ دینے کی ہیں۔

تم نے وسواس کو اپنے لئے گوارا کر لیا ہے اور اس کا نام احتیاط رکھ چھوڑا ہے۔ حالانکہ تمہیں صرف یہ چاہیئے تھا کہ اعتقاداً و عملاً احسان کے مقام کے لئے جن امور کی ضرورت ہے بس ان کو سیکھ لیتے لیکن جو بیچارے اپنے خاص حال میں مغلوب تھے خواہ مخواہ انکی باتوں کو خاص امور میں گڈ مڈ کرنے کی حاجت نہ تھی اور نہ ارباب کشف کی چیزوں کو ان میں مخلوط کرنے کی ضرورت تھی۔ تمہیں تو چاہیئے تھا کہ مقام احسان کی طرف لوگوں کو بلاؤ۔ پہلے اسے خود سیکھ لو پھر دوسروں کو دعوت دو۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ سب سے بڑی رحمت اور سب سے بڑا کرم اللہ کا وہ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچایا ہے۔ وہی صرف ہدایت ہے جو آپ کی ہدایت ہے۔

پھر تم کیا بتا سکتے ہو کہ جن افعال کو تم کہتے ہو وہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام بھی کیا کرتے تھے۔

اہل صنعت و حرفت کے نام :

میں ان اہلِ حرفہ اور عوام سے کہتا ہوں کہ تم میں سے امانت و دیانت رخصت ہو گئی ہے۔ اپنے رب کی عبادت سے تم غافل ہو گئے ہو اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے لگے ہو۔ تم غیر اللہ کے لیے قربانیاں کرتے ہو اور مدار صاحب اور سالار صاحب کی قبروں کا حج کرتے ہو۔ یہ تمہارے بدترین افعال میں۔ تم میں سے جو کوئی شخص خوشحال ہو جاتا ہے وہ اپنے لباس اور کھانے پر اتنا خرچ کرتا ہے کہ اس کی آمدنی اس کے لیے کافی نہیں ہوتی اور اہل و عیال کی حق تلفی کرنی پڑتی ہے، یا پھر وہ شراب نوشی اور کرایہ کی عورتوں میں اپنی معاش اور معاد دونوں کو ضائع کرتا ہے۔

حق تعالیٰ نے تمہارے لیے مختلف پیشے اور کمانے کے مواقع کھول رکھے ہیں جو تمہاری اور تمہارے متعلقین کی ضرورتوں کے لیے کافی ہوتے ہیں بشرطیکہ تم اعتدال کی راہ پر خرچ کرو اور محض اتنی روزی پر قناعت کرنے کے لیے آمادہ ہو جاؤ جو تمہیں بآسانی اخروی زندگی کے نتائج تک پہنچا دے لیکن تم نے تو خدا کی ناشکری کی اور غلط راہ حصولِ رزق کی اختیار کر لی ہے کیا تم جہنم کے عذاب سے نہیں ڈرتے جو بُرا ٹھکانا ہے دیکھو! اپنی صبح و شام کو خدا کی یاد میں بسر کیا کرو اور دن کے بڑے حصہ کو اپنے پیشہ میں صرف کرو اور رات کو اپنے اہل خانہ کے ساتھ گزارو۔ اپنے خرچ کو اپنی آمدنی سے ہمیشہ کم رکھا کرو پھر جو بچ جایا کرے اس سے مسافروں اور مسکینوں کی مدد کیا کرو اور کچھ اپنے اتفاقی مصائب اور ضرورتوں کے لیے پس انداز بھی کیا کرو۔ تم نے اگر اس راہ کو اختیار نہ کیا تو جان لو کہ تم غلط راہ پر جا رہے ہو اور تمہاری تدبیر درست نہیں ہے۔

مسلمانوں کی تمام جماعتوں اور گروہوں سے خطاب

میں مسلمانوں کی تمام جماعتوں اور گروہوں کو بھی عام خطاب کرکے کہتا ہوں
کہ اے بنی آدم: تم نے اپنے اخلاق کھو دیے، تم پر تنگ دلی چھا گئی اور
شیطان تمہارا محافظ بن گیا۔ عورتیں مردوں پر حاوی ہو گئی ہیں اور مردوں نے
عورتوں کو ذلیل بنا رکھا ہے اور حلال تمہارے لیے بدمزہ بن گیا ہے ...
اے بنی آدم: تم نے ایسی فاسد رسمیں اختیار کر لی ہیں جن سے دین متغیر ہو
گیا ہے۔ مثلاً یوم عاشوراء کو تم جمع ہو کر باطل حرکات کرتے ہو۔ ایک جماعت
نے اس دن کو ماتم کا دن بنا رکھا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ سب دن اللہ
کے ہیں اور سارے حوادث اللہ کی مشیت سے ہوتے ہیں۔ اگر حضرت حسین رضی
اللہ عنہ اس روز شہید کیے گئے تو اور کون سا دن ہے جس میں کسی محبوبِ خدا کی
موت واقع نہ ہوئی ہو؟ کچھ لوگوں نے اس دن کو کھیل تماشوں کا دن بنا رکھا ہے
پھر تم شب برات میں جاہل قوموں کی طرح کھیل تماشے کرتے ہو اور تم میں
ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ اس روز مُردوں کو کثرت سے کھانا بھیجنا چاہیے
اگر تم سچے ہو تو اپنے خیال اور ان حرکات کے لیے کوئی دلیل لاؤ۔ پھر تم نے
ایسی رسمیں بنا رکھی ہیں جن سے تمہاری زندگی تنگ ہو رہی ہے مثلاً شادی
میں فضول خرچی، طلاق کو ممنوع بنا لینا، بیوہ عورت کو بٹھائے رکھنا۔ اس قسم
کی رسموں میں تم نے اپنے مال اور اپنی زندگیوں کو خراب کر رکھا ہے اور ہدایاتِ
صالحہ کو تم نے چھوڑ دیا ہے، حالانکہ بہتر یہ تھا کہ ان رسموں کو چھوڑ کر اس طریق
پر چلتے جس میں سہولت تھی نہ کہ تنگی۔ پھر تم نے موت الاعلیٰ کو عید بنا رکھا ہے
نیز تم پر کسی نے فرض کر دیا ہے کہ جب کوئی مرے تو اس کے اقربا خوب کھانے
کھلائیں۔ نیز تم نمازوں سے غافل ہو، کوئی اپنے کاروبار میں اتنا مشغول ہوتا
ہے کہ نماز کے لیے وقت نہیں پاتا اور کوئی اپنی تفریحوں اور خوش گپیوں میں

اتنا منہمک ہوتا ہے کہ نماز فراموش ہو جاتی ہے تم زکوٰۃ سے بھی غافل ہو، تم میں کوئی مالدار ایسا نہیں جس کے ساتھ بہت سے کھانے والے لگے ہوئے نہ ہوں۔ وہ ان کو کھلاتا اور پہناتا ہے مگر زکوٰۃ اور عبادت کی نیت نہیں کرتا۔ تم رمضان کے روزے بھی ضائع کرتے ہو اور اس کے لیے طرح طرح کے بہانے بناتے ہو۔ تم لوگ سخت بے تدبیر ہو گئے ہو۔ تم نے اپنی بسر اوقات کا انحصار سلاطین کے وظائف و مناصب پر کر رکھا ہے اور جب تمہارا بار سنبھالنے کے لیے سلاطین کے خزانے کافی نہیں ہوتے تو وہ رعیت کو تنگ کرنے لگتے ہیں . . . ."

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ تم بھی آخر کار اپنے سے پہلے کی امتوں کے طریقے اختیار کر لو گے اور جہاں جہاں انھوں نے قدم رکھا ہے وہاں تم بھی رکھو گے حتیٰ کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں گھسے ہیں تو تم بھی ان کے پیچھے جاؤ گے۔[1]

مسلمانو۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنی شہوانی خواہشوں کو نکاح کے ذریعہ پوری کرو۔ خواہ تمہیں ایک سے زیادہ نکاح ہی کیوں نہ کرنا پڑیں اور اپنے مصارف، وضع قطع میں تکلف سے کام نہ لیا کرو اسی قدر خرچ کرو جس کی تم میں سکت ہو۔ یاد رکھو۔ ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھاتا اور اپنے اوپر خواہ مخواہ تنگی سے کام نہ لو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارے نفوس بالآخر فسق کی حدود تک پہنچ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کو پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندے اس کی آسانیوں سے نفع اٹھائیں جیسا کہ یہ بھی اسی کو پسند ہے کہ جو چاہیں اعلیٰ مرتبہ پر احکام کی پابندی بھی کر سکتے ہیں۔ تم اپنے شکم کی خواہشوں کی تکمیل حلال کمائی سے کرو اور اتنا ہی کمانے کی کوشش کرو جس سے تمہاری ضرورتیں پوری ہوں۔ دوسروں کے سینے کے بوجھ بننے کی کوشش نہ کرو کہ ان سے مانگ مانگ کر

---

[1] تفہیمات الٰہیہ جلد دوم صفحہ نمبر ۴۵۔

کھایا کرو۔ تم ان سے مانگو اور وہ نہ دیں، اسی طرح بے چارے بادشاہوں اور حکام کے اوپر بھی بوجھ نہ بن جاؤ۔ تمہارے لیے یہی پسندیدہ ہے کہ تم خود کما کر کھایا کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو خدا تمہیں معاش کی بھی راہ سجھائے گا جو تمہارے لیے کافی ہوگی۔

اے آدم کے بچو! جسے خدا نے ایک جائے سکونت دے رکھی ہو جس میں وہ آرام کرے۔ اتنا پانی جس سے وہ سیراب ہو۔ اتنا کھانا جس سے گزر بسر ہو جاتے اتنا کپڑا جس سے تن ڈھک جائے۔ ایسی بیوی جو اس کی شرمگاہ کی حفاظت کر سکتی ہو اور اس کے رہن سہن کی جدوجہد میں مدد دے سکتی ہو تو یاد رکھو کہ دنیا کامل طور سے اس شخص کو مل چکی ہے۔ چاہیے کہ اس پر خدا کا شکر کرے۔

بہرحال کوئی نہ کوئی کمائی کی راہ آدمی ضرور اختیار کرے اور اسی کے ساتھ قناعت کو اپنا دستور زندگی بنائے اور رہنے سہنے میں اعتدال کا جادہ اختیار کرے اور اللہ کی یاد کے لیے جو فرصت ہم دست ہو اسے غنیمت شمار کرے کم از کم تین وقتوں صبح و شام اور پچھلی رات کے ذکر کا خاص طور سے خیال رکھے۔ حق تعالیٰ کی یاد، اس کی تسبیح و تہلیل اور قرآن کی تلاوت کے ذریعے کیا کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے اور ذکر کے حلقوں میں حاضر ہوا کرے۔

مسلمانو! کیسی بری بری رسمیں تم میں جاری ہیں جس نے تم پر تمہاری زندگی تنگ کر دی ہے۔ مثلاً تقریبات کی دعوتوں میں تم نے حد سے زیادہ تکلف برتنا شروع کر دیا ہے اسی طرح ایک بری رسم یہ بھی ہے کہ کچھ بھی ہو جائے لیکن طلاق کو گویا تم نے بالکل ناجائز ٹھیرا لیا ہے۔ یوں ہی بیوہ عورتوں کو نکاح سے روکے رہتے ہو۔ ان رسموں میں تم اپنی دولت ضائع کرتے ہو، وقت برباد کرتے ہو اور جو صحت بخش روش تھی اسے چھوڑ بیٹھے ہو تم نے اپنی شادیاں

برباد کر رکھی ہیں تم میں کچھ لوگ ہیں جو دنیا کماتے میں اور اپنے دھندوں میں اتنے پھنس گئے ہیں کہ نماز کا انہیں وقت ہی نہیں ملتا۔ کچھ لوگ ہیں جو قصہ کہانی سننے میں وقت گزارتے ہیں۔ اگر لوگ اپنی مجالس ایسے مقامات پر قائم کیا کرتے جو مسجدوں سے قریب ہوں تو شاید ان کی نمازیں ضائع نہ ہوتیں۔ تم نے زکوٰۃ کو بھی چھوڑ دیا ہے حالانکہ کوئی ایسا دولت مند نہیں ہے جس کے اقربا اور اعزہ میں حاجت مند لوگ نہیں ہوتے۔ اگر ان لوگوں کی وہ مدد کیا کریں ان کو کھلایا پلایا کریں اور زکوٰۃ کی نیت کر لیا کریں تو یہ بھی ان کے لیے کافی ہو سکتی ہے تم میں بعض نے روزے چھوڑ رکھے ہیں خصوصاً جو فوجی ملازم ہیں کہتے ہیں کہ وہ روزہ رکھنے پر قادر نہیں ہیں۔ یعنی جو محنت انہیں برداشت کرنی پڑتی ہے اس کے ساتھ روزے نہیں رکھ سکتے۔ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ تم نے راہ غلط کر دی ہے اور تم حکومت کے سینے پر بوجھ بن گئے ہو۔ یہ تمہاری کیسی بری عادت ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو روزے رکھتے ہیں لیکن سحری نہیں کرتے اور رمضان میں ان سخت کاموں کو نہیں چھوڑتے۔ جن کی وجہ سے روزے ان پر گراں گزرتے ہیں اور پھر وہ روزے ہی چھوڑ بیٹھتے ہیں مسلمانو! یہ اسلام کا طریقہ نہیں ہے۔

ابُوالکلام آزاد

نوحۂ غم

ہندوستانی مسلمانوں کی بیسویں صدی کی اوائل تاریخ میں ابوالکلام آزاد دینی کی بلند آہنگ دعوت کے ساتھ حریتِ فکر و عمل کا نشان بن کر ابھرے فرنگی کی غلامی سے انہیں شدید نفرت تھی اور وہ مسلمان کے لیے غلامی کو ایمان کے منافی حالت سمجھتے تھے۔

اس وقت مسلمان قوم ہندوستان میں ایک بدبختی سے دوچار تھی۔ ابوالکلام آزاد نے اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کی خاطر قوم کو بار بار پکارا۔ الہلال اور البلاغ کے صفحات اس پر تاریخی گواہ ہیں لیکن ان کی قوم کی طرف سے پرجوش ہمنوائی کی توقع پاش پاش ہو گئی اور وہ قوم کی سنگین بے حسی پر دہشت زدہ سے ہو کر رہ گئے اور ان کی اجتماعی جدوجہد کا رُخ قوم سے مایوسی کی طرف مڑ گیا۔ یہ اقتباسات ان کے اسی دُکھ کا اظہار اور ان کے شکستہ دل کی دردناک پکاریں ہیں۔

نوحۂ غم

• آہ میری قوم۔ میں تیرے لیے کتنا مضطرب ہوں۔ میرے دل کی دیوانگی بھڑبھڑ کے اٹھتی اور میری روح کی شورش گزرگزر کے رہتی ہے۔ میں اُس سمندر کی مانند ہوں جس کی تہ سے موجیں جوش مار رہی ہیں۔ میں بھر آہوں سے بھر گیا ہوں، فریادوں سے معمور ہو گیا ہوں، شورشوں سے لبریز ہوں اور دیوانگیوں کے سرجوش سے میرا ساغرِ ضبط چھلک گیا ہے۔

میں دیوانوں کا متلاشی ہوں اور مجھے بے چاروں کی بستی کی ضرورت ہے۔ میں ہوشیاری سے اُکتا گیا ہوں اور تندرستی نے مجھے عاجز کر دیا ہے۔ آہ، میں چاہتا ہوں کہ جی بھر کے روؤں اور جس قدر چیخ چیخ کے نالہ و فریاد کر سکتا ہوں کرتا رہوں۔

• اے میری قوم! میں چاہتا ہوں کہ میری چیخیں تمہارے عیش و نشاط کو مکدر کر دیں، میرا نالہ و بکا تمہارے عیش کدوں کو ماتم کدہ بنا دے، میری آہوں سے تمہارے دلوں میں ناسور پڑ جائیں، میری شورشِ غم سے تمہارے چہروں کی مسکراہٹ معدوم ہو جائے، میں تم کو غم و ماتم سے بھر دوں، میں تم کو درد و حسرت کا پُتلا بنا دوں، تمہاری آنکھیں ندیوں کی طرح بہ جائیں، تمہارے دل تنور کی طرح بھڑک اٹھیں، تمہاری زبانیں دیوانوں کی طرح چیخ اٹھیں اور تمہاری غفلت عیش اور بے دردی نشاط کی وہ بستی جو مدتوں سے برابر چلی آتی ہے، اس طرح اجڑ جائے کہ پھر کبھی آباد نہ ہو۔

• انسان کی نیند اگر موت کی نیند نہ ہو، تو کبھی نہ کبھی ضرور ختم ہوتی ہے، اور

ایسا نہیں ہو سکتا کہ سونے والا کبھی نہ جاگے۔ پھر بعضوں کی نیند ایسی ہو جاتی ہے کہ اک ذرا سی آواز اُن کو جگا دینے کے لیے کافی ہوتی ہے۔ بعض کی ان سے سخت چیخنے اور شور مچانے کی ضرورت ہوتی ہے بعض اُن سے بھی زیادہ غفلت کی نیند سونے والے ہوتے ہیں تو اُن کو جھنجھوڑنے اور ہلانے کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر سونے والے کے جاگ اُٹھنے کے لیے یہ بھی بیکار ہو تو پھر ایسا تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ پھر بھونچال آ جائے، آتش فشاں پہاڑ پھٹ جائیں، پہاڑوں کے ٹکرانے کے دھماکوں سے کان کے پردے ریزہ ریزہ ہو جائیں اور پھر بھی نیند کے متوالے آنکھیں نہ کھولیں۔

لیکن آہ! کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جھنجھوڑنے پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں اور نیند کے متوالے کروٹ نہیں لیتے، تو پھر دھماکے ہوتے ہیں، زلزلے آتے ہیں، زمینیں پھٹنے لگتی ہیں، پہاڑ ایک دوسرے سے ٹکرانے لگتے ہیں اور صداؤں اور آوازوں کی ہولناکیوں سے تمام دنیا بھر جاتی ہے۔ سو یہ سب کچھ اس لیے ہوتا ہے تاکہ کسی طرح انسان جاگے اور اب بھی آنکھیں کھول دے اور اس پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں تو پھر خدا کا فرشتہ پکار اٹھتا ہے

أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝ — یہ زندوں کی آبادی نہیں بلکہ مردوں کی بستی ہے وہ اپنے اٹھائے جانے کی گھڑی سے بالکل غافل پڑے ہیں۔

اے میری قوم! افسوس کہ تمہاری آنکھیں اب تک بند ہیں، تمہاری غفلت کا نشہ کسی طرح نہیں اترتا، اور تمہاری موت کی نیند کسی طرح بھی نہیں ٹوٹتی۔ دنیا میں انسان کے لیے عقل و بصیرت ہے، عقلمندوں کی نشانیاں ہیں، ہادیوں کی ہدایتیں ہیں، واعظوں کے وعظ ہیں، خدا کے مقدس نوشتے ہیں اور رسولوں کی بتلائی ہوئی تعلیمات میں پھر حوادث و تغیرات ہیں، لیکن آہ، وہ قوم جس کی غفلت کے لیے یہ سب

بیکار ہے: نہ تو دنیا کے گزرے ہوئے واقعات میں اُس کے لیے کوئی اثر ہے، نہ حال کے حوادث و تغیرات میں اس کے لیے کوئی پیغام ہے، نہ اللہ کے کلام سے وہ لرزتا اور کانپتی ہے اور نہ بندوں کی ہدایتوں سے وہ عبرت پکڑتی ہے۔"

اگر تمہاری نیند سونے والوں کی نیند ہوتی نہ کہ روح لاش کی نیند نہ ہوتی، تو تمہارے جاگنے کے لیے تاریخ کی آواز بس کرتی تھی۔ تمہارے آگے دنیا بھر کی پوری تاریخ موجود ہے، ہزاروں ملکوں اور قوموں کے تجربے موجود ہیں ہزاروں آثار و اطلال ہیں اور زمین کے صدہا گزشتہ گزرے ہوؤں کی عمارتوں سے اور مٹے ہوؤں کے کھنڈروں سے ڈھکے ہوئے ہیں تو تم ان سب کے پاس جاؤ اور ان سب سے پوچھ دیکھو کہ دنیا میں کوئی قوم بھی معصیت کرکے زندہ رہی ہے اور انسانوں کا کوئی گروہ بھی خدا سے بھاگ کر بچ سکا ہے؟ کبھی ایسا ہوا ہے کہ خدا کے قانونوں پر چل کر قومیں تباہ ہوئی ہوں اور اُس کے قانون کو توڑ کے انہوں نے خوشحالی اور ہمیشگی پائی ہو۔

آہ، کیا خدائے قدوس کی وہ سب سے آخری کڑک اور اس کے قانونِ تعذیبِ امم کی وہ سب سے زیادہ کپکپا دینے والی اور عقلوں و ہوشوں کو مبہوت کر دینے والی گرج بھی تمہیں نہیں جگاتی، جس کے زلزلہ انگیز دھماکوں سے پہاڑوں کی چوٹیاں ہل گئیں اور قریب ہے کہ زمین دھنس جائے اور سمندروں سے مچھلیاں رونے اور ماتم کرنے کے لیے ابھر آئیں۔"

اگر تم اس لیے نہیں اٹھتے ہو کہ جب تک زلزلے نہ آئیں گے نہیں اٹھو گے اور جب تک آتش فشاں پہاڑ نہیں پھٹیں گے، آنکھ نہیں کھولو گے، اور جب تک پہاڑوں کی چوٹیوں اور سمندروں کی موجوں کے اندر سے چیخ نہ اُٹھے گی کانوں کو نہیں کھولو گے، تو آہ، یہ کیا ہے کہ زلزلے بھی آ چکے اور تم نے کروٹ نہ لی، آتش فشانیوں کی ہولناکیوں سے زمین چیخ اٹھی مگر اس پر بھی تم خبردار نہ ہوئے؟

اب اور کس بات کے منتظر ہو، اور کیا چاہتے ہو کہ آسمان پھٹ جائے اور آفتاب کے پرزے پرزے ہو جائیں اور کرۂ ارضی دھواں بن کر اُڑ جائے

آنکھیں دیکھنے کے لیے ہیں، کان سننے کے لیے ہیں، اور دل پہلو میں رکھا گیا ہے تاکہ تڑپے اور بیقرار ہو لیکن وہ سب کچھ تمہارے لیے بیکار ہو گیا ہے جس کو آنکھ دیکھتی ہے اور وہ سب آوازیں بے اثر ہو گئی ہیں جو کانوں سے سنائی دیتی ہیں اور وہ تمام فکریں اور عبرتیں ڈوب گئی ہیں جن سے دل تڑپتے اور روحیں بیقرار ہوتی ہیں۔ پس جو کچھ کیا جائے لاحاصل ہے اور جو کچھ کہا جائے بیکار ہے۔ آہ، تم غافل ہو گئے ہو، تم پر موت کا پنجہ چل گیا ہے، تم گمراہی کے قبضے میں آ گئے، تمہارے احساس فنا ہو گئے اور تمہارے دل کی دانائی میٹ دی گئی۔

اگر ایسا نہ ہوتا تو جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ ایسا تھا کہ اندھے بینا ہو جاتے۔ لنگڑے چلنے لگتے۔ گونگوں کی چیخ سے دنیا ہل جاتی اور لولوں کے ہاتھ شیروں کے پنجوں کی طرح طاقتور ہو جاتے۔ آہ۔ تمہاری غفلت سے بڑھ کر آج تک دنیا میں کوئی اچنبھے کی بات نہ ہوئی، اور تمہاری نیند کی سنگینی کے آگے پتھروں کے دل پھوٹ گئے۔ آہ، تم ایسے نہ تھے، پھر تم ان لوگوں کی طرح کیوں ہو گئے جن کے لیے خدا کا رسولؐ ماتم کرتا تھا۔

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ	ان کے پاس دل ہیں مگر سوچتے نہیں
بِهَا ۚ وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ	ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں
بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ	ان کے پاس کان ہیں مگر سنتے نہیں،
بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ	وہ مثل چارپایوں کے ہو گئے بلکہ اس سے
هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ	بھی بدتر، ایسے ہی ہیں کہ غفلت میں ڈوب
الْغَافِلُونَ ۔	گئے ہیں۔

آہ، کوئی نہیں، سب گمراہ ہو گئے، سب نکمے نکلے، سب غافل ہو گئے،

سب پر نیند کی موت چھاگئی، سب نے ایک ہی طرح کی ہلاکت پی لی، سب ایک ہی طرح کی تباہیوں پر ٹوٹے، سب نے خدا کو چھوڑ دیا، سب نے اس کے عشق سے منہ موڑ لیا، سب نے اس کے رشتہ کو بٹہ لگا دیا، سب غیروں کے ہو گئے، سب نے غیروں کی چوکھٹوں کی گرد چاٹی اور سب نے ایک ساتھ مل کر گندگیوں اور ناپاکیوں سے پیار کیا۔

آہ، سب نے عہد باندھا کہ ہم ایک ہی وقت میں گمراہ ہو جائیں گے اور سب نے قسم کھائی ہے کہ ہم ایک ہی وقت میں خدا کی پکار سے بھاگیں گے!

آہ سب اس سے بھاگ گئے، سب نے اس سے غول در غول بن کر بیوفائی کی! کوئی نہیں جو اس کے لیے روئے۔ کوئی نہیں جو اس کے لیے آنسو بہائے: کوئی نہیں جو اس کے عشق میں آہ و بکا کرے۔ اس کی محبت کی بستیاں اُجڑ گئیں، اُس کے عشق کے اور پیار کے گھرانے مٹ گئے، اس کے گلّہ کا کوئی رکھوالا نہ رہا، اور اس کے کھیتوں کی حفاظت کے لیے کوئی آنکھ نہ جاگی: سب شیطان کے پیچھے دوڑے، سب نے ابلیس کے ساتھ عاشقی کی اور سب نے بدکار عورتوں کی طرح اپنی آشنائی کے لیے اُسے پکارا!!!

پھر اس پر قیامت یہ ہے کہ کسی کو ندامت نہیں، کسی کا سر شرمندگی سے نہیں جھکتا، کسی کے گلے سے توبہ و انابت کی آواز نہیں نکلتی، کسی کی پیشانی میں سجدہ کے لیے بیقراری نہیں، کوئی نہیں جو روٹھے ہوئے کو منانے کے لیے دوڑ جائے اور کوئی نہیں جو اپنی بدحالیوں اور ہلاکتوں پر پھوٹ پھوٹ کر آہ وزاری کرے۔

آہ، میں کیا کروں، اور کہاں جاؤں اور کس طرح تمہارے دلوں کے اندر اُتر جاؤں، اور یہ کس طرح ہو کہ تمہاری روحیں پلٹ جائیں، اور تمہاری غفلت مر جائے! یہ کیا ہو گیا ہے کہ تم پاگلوں سے بھی بدتر ہو گئے ہو اور کیوں تمہاری عقلوں پر ایسا طاعون چھا گیا ہے کہ سب کچھ کہتے ہو، سمجھتے ہو، پر نہ تو اِلتفات

کی راہ تمہارے آگے کھلتی ہے اور نہ گمراہیوں کے نقشِ قدم کو چھوڑتے ہو۔

پس میں آج تم سے ایک ہی آخری بات کہنی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ توبہ کرو، اپنی تمام قوتوں اور تمام طاقتوں کے ساتھ خدا کے آگے جھک جاؤ، سرکشی اور بغاوت چھوڑ دو، اُس کے عشق اور محبت کو اس قدر پیدا کر و کہ بدمست ہو جاؤ، اور اس کے آگے اس قدر گریہ کرو اور اس طرح روؤ اور اس قدر تڑپو کہ اُسے تم پر پیار آ جائے اور وہ تمہیں پہلے کی طرح پھر اپنی گود میں اٹھالے اور سب کچھ تمہیں کو دے دے، جس طرح کہ سب کچھ تمہیں کو اس نے بخش دیا تھا۔

تم نے غفلت کو خوب آزما لیا، تم نے نافرمانیوں کی صدیوں تک کاٹ چھانٹ

کرلی، تم نے گناہ اور معصیت کے پھل سے اچھی طرح اپنے دامن بھر لیے، تم نے دیکھ لیا کہ ایک خدا کی چوکھٹ سے تم نے سرکشی کی اور کس طرح ساری دنیا تم سے سرکش ہو گئی، اور ایک اُس کے رو ٹھنے سے کس طرح تمام دنیا تم سے روٹھ گئی، پس مان جاؤ اور اب بھی بن جاؤ۔ گناہوں کو آزما چکے، آؤ تقویٰ اور راستبازی کو بھی آزمالیں۔ سرکشیوں کو چکھ چکے، آؤ اطاعت کا بھی مزہ دیکھ لیں۔

غیروں سے رشتہ جوڑ کر تجربہ کر چکے، آؤ اُسی ایک سے پھر کیوں نہ جڑ جائیں جس سے کٹ کر ذلتوں اور خواریوں، ٹھوکروں اور راندگیوں کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔

اَفَلَا یَتُوبُونَ اِلَی اللّٰهِ وَیَسْتَغْفِرُونَهٗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔	پھر کیا ہے کہ اب بھی تم اللہ کے آگے نہیں جھکتے اور توبہ و استغفار نہیں کرتے حالانکہ اللہ تو بڑا ہی بخش دینے والا اور بڑا ہی رحمت فرما ہے۔

تمہارے خدا نے تمہارے ساتھ کونسی بُرائی کی تھی کہ تم نے اسے چھوڑ دیا اور

اسے چھوڑ کے کونسی دولت و نعمت ہے جو تمہیں ہاتھ آ گئی ؛ خدا سے بڑھ کے وہ اور کون حسین ہے جس کے حسن نے تم کو خدا سے چھین لیا ، اور اُس سے بڑھ کر کس کے پاس محبت اور پیار ہے جس کی زنجیریں تمہارے پاؤں میں پڑ گئیں ؛ تم غیروں کے پاس جاتے ہو تاکہ ٹھوکریں کھاؤ ، پر خدا کے پاس نہیں دوڑتے تاکہ وہ تمہیں پیار کرے ؛

اگر تم محبت کے بھوکے ہو تو " الرحمٰن الرحیم " سے بڑھ کر اور کون ہے جس کے عشق میں اُسے چھوڑ رہے ہو ؛ اگر تم رزق کے بھوکے ہو تو " رب العالمین " سے بڑھ کر اور کون ہے جس کے خزانوں کے لالچ نے تم کو متوالا کر دیا ہے ؛ اگر تم اپنی محنت کی مزدوری مانگتے ہو تو " مالکِ یوم الدین " سے بڑھ کر اور کون مل گیا ہے جو تمہیں بدلہ دے گا ؛ فآہ ، آہ . ثم آہ فرطتم فی جنب اللہ ؛

" اگر تم کو آنکھیں دی گئی تھیں تو اس لیے تاکہ تم اس کو دیکھو ، اگر تم کو دل دیا گیا تھا تو اس لیے تاکہ صرف اسی کو پیار کرو ، اگر تم کو آنسو دیے گئے تھے تو اس لیے تاکہ صرف اسی کی یاد میں بہاؤ . اور اگر تمہاری پیشانی بنائی گئی تھی تو اسی لیے تاکہ اُس کے آگے جھکاؤ ، پر آہ ، تمہاری زبانیں اُس کے حمد کے زمزموں سے محروم ہو گئیں . تمہارے دل اس کی محبت کے نہ ہونے سے اُجڑ گئے ، تمہاری روحوں میں اُس کی چاہت کی جگہ غیروں کی چاہتیں بھر گئیں . تمہارے قدم اس کی طرف بڑھنے سے بوجھل ہو گئے اور تمہاری آنکھوں میں اس کے عشق کے درد و غم کے لیے ایک قطرۂ اشک بھی نہ رہا .

" تمہاری مسجدیں تڑپ رہی ہیں کہ راستبازوں کی تڑپتی ہوئی اور مضطرب نمازیں ان کو نصیب ہوں ، مگر حیوانوں اور چار پایوں کے کھڑے رہنے اور اوندھے ہو جانے کے سوا وہاں اور کچھ نہیں ہوتا حالانکہ تمہارا خدا تمہارے کھڑے رہنے اور اوندھے گر پڑنے کا بھوکا نہیں اور اگر صرف پاؤں کو کھڑا رکھنا ہی عبادت ہوتا تو جنگلوں کے درختوں سے زیادہ تر

کھڑے نہیں رہ سکتے ۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۔ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۔ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۔

ان نمازیوں پر افسوس ہے جنہیں یہ خبر نہیں کہ ہم اپنی نمازیں کیا کرتے ہیں: اور جب یہ نماز گزارنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں محض لوگوں کو دکھانے کے لیے نماز پڑھتے ہیں اور اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر برائے نام ۔

بہت ہو چکا اب بھی چھوڑ دو، آہ! بہت سو چکے اب بھی چونک اٹھو، بہت گم ہو چکے اب بھی اپنے کو پا لو، خدا نے تم کو وہ مہلت دی ہے جس سے بڑھ کر آج تک زمین کی کسی مخلوق کو بھی مہلت نہ دی گئی، پھر نہ ہو کہ وہ تم سے پیار رشتہ کاٹ لے اور تمہاری جگہ کسی اور کو اپنی چاہتوں کی شہنشاہی اور اپنی محبت کا تاج و تخت دے دے جیسا کہ اس نے ہمیشہ کیا ہے ۔

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۚ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِن بَعْدِكُم مَّا يَشَاءُ كَمَا أَنشَأَكُم مِّن ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ آخَرِينَ ۝

اور تمہارا پروردگار بے پرواہ اور نیاز ہے اگر وہ چاہے گا تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے گا اور تمہارے بعد کسی دوسری جماعت کو کھڑا کر دے گا جس طرح کہ خود تم کو دوسروں میں سے اس نے منتخب کیا تھا ۔

اگر تم کو اپنا مال و متاع خدا سے زیادہ محبوب ہے کہ اُسے نہ دو گے اور اپنی جانوں کو اس کی محبت سے بھی زیادہ پیارا سمجھتے ہو کہ اُس کے لیے دُکھ میں نہ ڈالو گے، اور اگر تمہارے دلوں کی آہیں، تمہارے جگر کی ٹیسیں اور تمہاری ہچکیاں اور آنسو اب اس کے لیے نہیں رہے ہیں بلکہ دوسروں کا مال ہو گئے ہیں

تو یقین کرو کہ وہ بھی تمہارا محتاج نہیں ہے اللہ اس کی کائنات انسانوں سے
بھری پڑی ہے۔

وہ اگر چاہے گا تو اپنے کارِ حق کی خدمت کے لیے درختوں کو چلا دے گا
پہاڑوں کو متحرک کر دے گا، کنکروں اور خاک کے ذرّوں کے اندر سے
صدائیں اُٹھنے لگیں گی، پر وہ فاسق اور نافرمان انسانوں سے کبھی بھی کام نہ لیگا
اور اپنے پاک کام کی عزت کو ناپاکوں کی گندگی سے کبھی آلودہ نہ ہونے دے گا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن
يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ
يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ
وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى
الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا
يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ
ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ
يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ
وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝

اے مسلمانو! تم میں سے جو شخص
دینِ حق کی راہ سے پھر جائے گا ہو
اسے یقین کرنا چاہیے کہ خدا اپنے
کارِ حق کے لیے اس کا محتاج نہیں ہے
قریب ہے کہ وہ ایک دوسری قوم
کو نمایاں کرے جو اللہ کو چاہنے والی
ہوگی اور اللہ اُسے پیار کرے گا وہ
مومنوں کے آگے نہایت عاجز و نرم
ہوں گے پر دشمنانِ حق کے لیے
نہایت مغرور و سرکش، اللہ کی راہ
میں بے خوف مجاہد ہوں گے اور
کسی الزام دینے والے کے الزام کی پرواہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ کا بخشا ہی فضل
ہے جس کو چاہے اپنے فضل کے لیے چن لے، وہ اپنے فضل میں بڑی ہی
وسعت رکھنے والا اور سب کا حال جاننے والا ہے۔

ابو الاعلیٰ مودودی

مطالبۂ نظامِ اسلامی

برصغیر کے مسلمانوں میں شعورِ اسلامی کی شمع روشن کرنے میں سید ابوالاعلیٰ مودودی کا تاریخی کارنامہ ناقابلِ فراموش ہے۔ انہوں نے اپنے ولولہ انگیز ادب کی دھیمی آنچ سے مسلمان قوم کا قلب گرمایا اور اپنے ٹھنڈے استدلال سے اس کا ذہن اور فہم روشن کیا۔ انہوں نے علم و ادب کے ساتھ مسلمانوں میں اسلامی نظام کی تحریک بھی برپا کی جس کی گونج آج پورے عالمِ اسلام میں سنائی دیتی ہے اور غیر مسلم معاشرے بھی ان کی دعوت سے باخبر اور ان کی آواز سے مانوس ہو گئے ہیں۔

وہ اپنے ملک کے حکمرانوں سے کہتے ہیں کہ اسلام ہی ہمارے اور ساری دنیا کے تمام مسائل کا واحد حل ہے لیکن جب حکمران ایسی اجنبی آواز کو اپنے ذوق کے منافی سمجھ کر اسے نظر انداز کرتے ہیں تو سید مودودی اپنی قوم سے مخاطب ہو کر اسے دینی اور انقلابی کام کے لیے ابھارتے ہیں تاکہ وہ اپنے خدا سے کیے ہوئے وعدوں کو پورا کرے۔ قوم کے مختلف ذمہ دار گروہوں سے خطاب کے یہ اقتباسات ان کی مطالبۂ نظامِ اسلامی کی مہم کی تقریروں سے لیے گئے ہیں۔ سیاسی میدان میں یہ تقریریں ان کی اسلامی جدوجہد کا نکتۂ آغاز ہے۔ مدلل، پُرجوش، ولولہ انگیز، پُرعزم اور ناقابلِ شکست ایمان کا واشگاف اعلان:

مطالبۂ نظامِ اسلامی

مسلمانوں کے تمام گروہوں سے خطاب:

اسلامی نظام کا نفاذ ہمارا مطالبہ ہے۔ اہلِ حکومت سے مایوس ہو کر ہم اس مطالبے کو لے کر قوم کے سامنے آئے ہیں۔ اب قوم فیصلہ کرے گی کہ اسے اسلامی حکومت درکار ہے یا نظامِ کفر۔ میں مسلمانوں کے تمام گروہوں سے کہتا ہوں کہ یہاں شخصیتوں اور گروہوں کا سوال نہیں ہے بلکہ ہم سب خدا کے سامنے جواب دہ ہیں اور اگر ہمارے ہاتھوں سے یا ہماری نگاہوں کے سامنے یہاں غیر اسلامی نظام قائم ہو گیا تو ہم سب اس کی عدالت میں پکڑے جائیں گے اس لیے آپ اپنے سارے اختلافات کو بھول جائیے۔ آپ اگر آرام سے بیٹھے رہے تو یہ کام نہیں ہو سکے گا۔ اس مطالبہ کو منوانے کے لیے تمام ضروری تدابیر اختیار کیجیے اور آپ کو خوب معلوم ہے کہ کسی مطالبہ کو منوانے کے لیے کیا کیا تدابیر اختیار کریں اور آپ کو یہ بھی خوب معلوم ہے کہ کسی مطالبہ کو منوانے کے لیے کیا کیا تدابیر اختیار کی جاتی ہیں۔ آپ نے پاکستان کا مطالبہ منوا کر جو تجربہ کیا ہے اس سے فائدہ اٹھائیے اور جن صحیح اور موثر تدابیر کو آپ نے

اس مطالبہ کو منوانے میں استعمال کیا ہے، ان سب کو نظامِ اسلامی کے مطالبے کے لیے بھی اختیار کیجیے۔

یہ مطالبہ بھی مخلصانہ کوشش چاہتا ہے۔ یہ منظم اور متحد طاقت چاہتا ہے یہ مال اور وقت اور آرام کی قربانیاں چاہتا ہے۔ اگر آپ ثابت کر دیں

کہ یہ قوم کا اجتماعی مطالبہ ہے اور کس طرح ممکن ہے کہ آپ کے لیڈر اس کے
خلاف چلے جائیں۔ آپ اس کیلئے جلسے کیجیے، اس کے بارے ریزولیشن پاس کیجیے
اس کے پوسٹر آویزاں کیجیے، اس کو ریل کے ڈبوں اور موٹر بسوں میں لکھوائیے۔
اسے اپنی خط و کتابت کے کارڈوں اور لفافوں پر طبع کرائیے تاکہ اس مطالبے
کے نکات آپ کے بچے بچے کی زبان پر جاری ہو جائیں۔

مسلم لیگی بھائیوں سے درخواست :

میں اپنے مسلم لیگی بھائیوں سے بھی کہتا ہوں کہ آپ نے پاکستان اسلامی حکومت
قائم کرنے کے لیے مانگا تھا، آپ نے سب کچھ اسلام کے نام پر کیا۔
اب آپ آزمائش میں ڈال دیے گئے ہیں۔ اس آزمائش پر آپ پورے
اترنا چاہتے ہیں تو اس مطالبہ کو اپنا مطالبہ بنائیے، اسے ابتدائی مسلم لیگوں
کے سامنے رکھیے اور پھر جو لوگ اس مطالبے سے متفق نہ ہوں انہیں
لیگ سے باہر نکال دیجیے۔ اب اشتراکیوں اور ملحد قسم کے لوگوں کے مسلم لیگ
پر قابض رہنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہی ہے۔ اگر یہ دونوں باتیں ہو جائیں، تو
پھر مسلم لیگ اور جماعت اسلامی میں کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا بلکہ وہ دونوں
قریب قریب ایک ہو جاتی ہیں۔

قوم کے تعلیم یافتہ طبقہ سے اپیل :

میں اپنی قوم کے تعلیم یافتہ طبقے سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ وہ وقت کی نزاکت
کو محسوس کریں۔ ان پر اس سلسلہ میں بڑی بھاری ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں۔ کسی ملک
کی حقیقی قوت روپیہ اور کوئی دولت نہیں ہوتا بلکہ اس کے سوچنے اور سمجھنے والے لوگ
ہی اس کی اصل قوت ہوتے ہیں۔ آپ حضرات قوم کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت
رکھتے ہیں۔ آپ کو فیصلہ کرنا چاہیے کہ آپ کو اپنا وزن کس پلڑے میں ڈالنا ہے۔

اگر آپ کو اپنے اطمینان کے لیے دلائل درکار ہیں تو ہم آپ کے تمام شکوک و شبہات دور کرنے کے لیے تیار ہیں اور آپ کو مطمئن کر سکتے ہیں کہ آپ کی، آپ کی قوم کی، بلکہ پوری دنیا کی فلاح اسی میں ہے کہ یہاں اسلامی نظامِ حکومت قائم ہو۔ اگر آپ مطمئن ہو چکے ہیں تو آپ کی ساری قوتیں اور قابلیتیں اسی کی تائید میں صرف ہونی چاہییں۔ پاکستان بھی قوم کو اس وقت تک حاصل نہیں ہوا جب تک آپ نے اپنا سارا وزن اس پلڑے میں نہیں ڈالا۔ اب نظامِ اسلامی بھی اسی وقت قائم ہوگا جب آپ اپنا پورا وزن اس پلڑے میں ڈالیں گے۔

علماء و مشائخ سے گذارش :

میں علماء و مشائخ سے بھی کہتا ہوں کہ براہِ کرم جزئی اختلافات کو چھوڑ دیجیے اور اپنی ساری کوششیں اس کام پر مرتکز کر دیجیے۔ اگر یہ بڑی اصلاح ہو گئی تو پھر سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ آپ کو معلوم ہے کہ جب کسی ملک میں غیر اسلامی نظام نافذ ہو جاتا ہے تو ایک ایک کر کے اس میں سے اسلام کے سارے نشانات مٹ جاتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ دنیا میں ایک ملک ایسا بھی ہے جس نے مسلمان ہوتے ہوئے حج کو برسوں ممنوع رکھا۔ قرآن کے قوانین کو منسوخ کر کے اُن کے بجائے دوسرے قوانین بنائے۔ ہمارے ملک میں اب تک اسلام سے جو رعایات روا رکھی گئی ہیں اور جو نرمی کا سلوک اس سے کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ یہاں ایک غیر قوم کی حکومت تھی اور اس کی مصلحت اسی میں تھی کہ وہ مذہب کے معاملہ میں ذرا ڈھیل دے لیکن اگر آپ کے اپنے ووٹوں سے یہاں لادینی حکومت قائم ہو گئی تو پھر اسلام کا نشان اس ملک میں باقی نہ چھوڑا جائیگا۔ آپ اب جزئیات اور فروعات کو بھول جائیے اور ساری قوت اس کام پر اور اس بنیادی اصول کو منوانے پر صرف کر دیجیے کہ یہاں کا نظام اپنی بنیادی فطرت کے لحاظ سے صحیح معنوں میں اسلامی ہوگا۔

سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کو انتباہ:

میں کچھ باتیں اپنے ملک کے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں سے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ آپ حضرات نے ناجائز طریقوں سے جو کچھ سمیٹ رکھا ہے اسے تو اب بہرحال جانا ہی ہے۔ سرمایہ پرستانہ طور طریقوں کا اب زمانہ نہیں رہا۔ اب روپے کی خدائی کا تخت متزلزل ہو چکا ہے۔ اب دوسروں کی محنتوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے اور اسراف اور عیاشی کی زندگی کے لیے

دوسروں کی کمائیوں میں سے سرمائے کے زور پر اپنے حق سے زائد وصول کرنے کو بہرحال ختم کیا جاتا ہے۔ ان چیزوں کو ختم کرنے کے لیے آپ دونوں میں سے ایک ہاتھ کو پسند کر لیجیے۔ ایک ہاتھ وہ ہے جو آپ کے خود ساختہ حقوق اور امتیازات کے ساتھ خود آپ کو بھی مٹا دے گا اور دوسرا ہاتھ وہ ہے جو جب بھی اٹھے گا، انتقام کے لیے نہیں، انصاف کے لیے اٹھے گا، اور وہ آپ سے صرف اتنا ہی چھینے گا جو آپ نے ناجائز طور پر سمیٹ رکھا ہے اگر آپ نے انصاف کرنے والے خدا پرست ہاتھ کو پسند نہ کیا تو پھر یہاں دوسرا انتقامی ہاتھ بھی بہرحال دراز دستی کے لیے موجود ہے اور وہ اپنا کام کر کے رہے گا۔

مزدوروں اور کسانوں سے اپیل:

اسی طرح میں اپنے ملک کے مزدوروں اور کسانوں سے بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں میں آپ سے کہتا ہوں کہ آدمی صرف روٹی کے لیے ہی نہیں جیتا، آدمی کے لیے سب سے زیادہ ضروری چیز آدمیت ہے۔ اگر آپ کو کوئی ایسا نظام ملے جو آپ کے لیے روٹیوں کا تو انتظام کر دے مگر آپ کی آدمیت کو ختم کر دے تو اسے ہرگز برداشت نہ کریں ایک نظام ایسا بھی موجود ہے جو آپ کو روٹی بھی دیتا ہے اور آپ کی آدمیت کا بھی اہتمام

کرتا ہے، وہ آپ کے مسئلے کو بھی حل کرتا ہے اور آپ کو روحانیت اور
انسانیت کے مدارج بھی طے کراتا ہے۔ وہ اسلامی نظام ہے۔ آپ اسی
کو لانے کی جد و جہد کیجیے وہ آپکے سارے مسائل حل کرے گا۔

عوام سے خطاب :

میں مسلمان عوام سے بھی چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ آپ کو سمجھنا چاہیے کہ اسلام
کیا ہے۔ اگر آپ اسلام کی حقیقت سے ناواقف رہے تو ہو سکتا ہے
اسلام کا نام لے کر آپ کو کفر کی طرف دھکیل دیا جائے، شراب کی بوتل
پر شربت کا لیبل لگا کر اسے آپکے ہاتھ فروخت کیا جائے اور آپ سے
پیک کر لے لیں۔ یہاں ایک غیر اسلامی نظام قائم کر دیا جائے اور اس کے
ساتھ کچھ نمائشی چیزیں اسلام کی شامل کر دی جائیں اور آپ ان نمائشی چیزوں
سے دھوکا کھا کر مطمئن ہو جائیں کہ بس اب اسلامی نظام قائم ہو گیا۔

ہماری کوشش یہ ہے کہ ملک کے عوام میں صحیح اسلامی شعور بیدار ہو۔ ہم ان
کو جھنڈوں اور جلوسوں اور جذباتی نعروں سے ایک کھوکھلے اشتعال میں
مبتلا کرنے کا طریق کار صحیح نہیں سمجھتے اور نہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ اندھے
جذبات کی رو میں بہنے لگیں بلکہ ہم ان کے اندر اسلام کے لیے جینے اور
مرنے کا شعوری ولولہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

میں اپنے غیر مسلم بھائیوں کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہاں اسلامی حکومت
قائم ہوگی تو ان کے حقوق بالکل محفوظ ہوں گے اور زمین پر بھی ان کو وہی
حقوق دیے جائیں گے جو کاغذ پر ہوں گے لیکن اگر یہاں جمہوریت کی لادینی
حکومت قائم ہوئی تو یہ مسلمانوں کی "قومی حکومت" ہوگی جس میں اکثریت اپنی
مرضی کے مطابق اپنے سارے قومی تعصبات کے ساتھ من مانی کارروائیاں

کرے گی۔ اسلامی حکومت کے قائم ہونے کی صورت میں جو حقوق اسلام

اسعد گیلانی

وارفتگیٔ دل



اسلامی نظام کے قیام کی تڑپ سے آخر کس کا دل خالی ہے۔ اس تڑپ کا اظہار اس مضمون میں بھی موجود ہے۔ اس میں وارفتگی اور اضطراب ہے۔ یہ مضمون ہفت روزہ حجابِ نو کراچی میں شائع ہوا اور اس کے ذریعے اس کے ایڈیٹر نے اسلامی نظام کے لیے اپنے ملک کی بے تابی معاشرے کے کارپرداز حضرات تک پہنچائی۔ یہ مضمون اسی بے تابی اور بے چینی کا عکسِ جمیل ہے۔



وارفتگیٔ دل :

صدیاں بیت گئی ہیں اور اب ہم مسلمانوں کی موجودگی میں انسانی زندگی پر اثر انداز ہونے سے معذور ہو گیا ہے اس کے پاس ساری دنیا کے مسائل کا حل ہے عصبیت، طبقاتی کشمکش، جنگ و جدل اور افلاس سب کا حل موجود ہے لیکن اس کے نفاذ کی ذمہ داری مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے اور مسلمان اسے غیر مسلموں تک پہنچانا تو کجا خود اپنے اندر نافذ کرنے سے بھی معذور ہیں۔ یہی اس قوم کی بدقسمتی ہے کہ خزانہ گھر میں مدفون ہے اور دوسروں کے دروازوں پر کاسۂ گدائی لیے کھڑی ہے۔ جس دین نے اسے گڈریوں اور چرواہوں سے اٹھا کر سلطنتوں کا مالک بنایا تھا، وہ دین اب بھی اس کے پاس موجود ہے لیکن وہ اس کیمیا سے دنیا بھر کے لیے سونا بنانے کے فن سے بے خبر اور بے پروا ہے۔

اسی لیے میرا دل مسلمان قوم کی اس حالت پر غم والم سے آنسو بہایا کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ قوم کے ایک ایک فرد کو مخاطب کروں اور اس سے اپنا دکھ درد بیان کروں۔ بارہا میرا دل چاہا ہے کہ اس سرزمین کے حاکم اعلیٰ سے کہوں کہ اے خدائے مطلق کے عاجز بندے جس دین کا تو نام لیوا ہے۔ اس کے پیروؤں میں تو اُن بندگان خدا سے ضرور واقف ہو گا جنہیں تاریخ ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کے نام سے یاد کرتی ہے ذمہ داری کے لحاظ سے تو اسی مقام پر کھڑا ہے جس پر وہ مقدس ہستیاں تھیں جو تاریخ

کے دامن میں اپنی آب و تاب کے لحاظ سے بیش بہا موتی تھے جب انہیں خدا نے اپنے لاکھوں بندوں پر اقتدار دیا تو انہوں نے کس طرح اپنے اختیارات کو استعمال کیا تھا کس طرح ذمہ داری کے احساس سے ان کی راتوں کی نیندیں حرام ہو گئی تھیں۔ کس طرح انصاف اور اخوت و مساوات میں انہوں نے انسانی تاریخ میں اپنی مثالیں قائم کر دی تھیں۔

کس طرح بڑی سے بڑی فتح کے موقع پر بھی انھوں نے غلاموں کو اونٹوں پر بٹھا کر اور خود اونٹ کی نکیل تھام کر ثابت کر دیا تھا کہ اصل شوکت اخلاق اور تقویٰ کی ہے نہ کہ شاہانہ حشمت اور بناوٹی شان و شکوہ کی کس طرح انھوں نے بھرے مجمعوں میں جاہل سے جاہل اعرابیوں کے سخت سے سخت اعتراضات کو خوش آمدید کہا تھا کس طرح صداقت اور سچائی کی روح کو انھوں نے یہ کہہ کر فروغ دیا تھا کہ جب تک ہمارے درمیان ایسے حق گو لوگ موجود ہیں، ہمیں امتِ مسلمہ میں فساد کا خطرہ نہیں ہے اور کس طرح بے لاگ تنقید کے موقعوں پر انھوں نے ہمیشہ یہ کہا تھا کہ اگر یہ حق بات بے لاگ ہمارے منہ پر نہ کہیں تو ان میں خیر نہیں اور اگر ہم حق بات کو سکونِ قلب سے نہ سنیں تو ہم میں کوئی خیر نہیں۔

میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے ملک کے علماءِ سُو سے مؤدبانہ گزارش کروں کہ اے منبرِ رسولؐ پر تاابض بزرگو اور اے امتِ مسلمہ کی رہنمائی کے مدعیو، یہ دین کے منبر کو

چھوڑ کر دنیا پرستوں کی کاروں کے پیچھے دوڑنے میں تم اتنے بے باک کیوں ہو گئے ہو۔ کون غرض پرست ایسا نہیں رہا جس نے اپنے اعمالِ قبیحہ کے جواز کے لیے تم میں سے کسی نہ کسی کو دینِ قیّم کا استہزا کرنے کے لیے امور نہ کر رکھا ہو۔ تم جو امام ابو حنیفہؒ کی پیروی میں حلاوت سمجھتے ہو۔ جانتے ہو کہ وہ تو بادشاہوں کے درباروں میں بھی جانا حرام سمجھتے تھے تم جو امام احمد بن حنبلؒ کے مدح خواں ہو۔ جانتے ہو کہ وہ تو حق کے لیے برس ہا برس تک کوڑے کھا سکتے تھے اور جابر بادشاہوں کے سامنے کلمۂ حق کہہ کر جیل جا سکتے تھے تم جو امام مالکؒ کے معترف ہو۔ جانتے ہو کہ وہ تو حق کے لیے سخت سے سخت اذیت سہہ سکتے تھے۔ تم نے تو امام شافعیؒ کی حق پرستی کا بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ تم نے تو امام حسینؑ کے جذبۂ قربانی کو بھی سرِ بازار رسوا کر دیا۔

میں تم سے کیا کہوں کہ تم نے ہر قدم پر اللہ اور اس کے نبیؐ کے احکام سنانے اور پھر ہر قدم پر انھیں احکام سے چشم پوشی کی تم نے شاہوں کو للکارا اور انہیں کے ہاتھوں بک گئے۔ تم نے حق کی پشت پناہی کی اور اسے ہی پیٹھ دکھا گئے۔ جب بھی باطل نے عداوت اور مکر و فریب کا ہاتھ تمہاری طرف بڑھایا تم نے ہمیشہ بصیرت مؤمن کو بالائے طاق رکھ

کر اسے چوم لیا۔ بلخ بخارا اور سمرقند جہاں سے امام بخاریؒ جیسے بزرگانِ دین اُٹھے اور
جہاں صدیوں اسلام سربلند رہا وہاں تم نے دہریوں اور کمیونسٹوں کے ہاتھوں میں خود اپنے
ہتھیار دیے اور جب انہوں نے تمہاری ایک ایک گردن سے خون بہا دیا اور تمہاری
مساجد کے ہر مینار پر یہ پاپانہ منشور لکھ دیا کہ "آج سے یہاں مذہب کا نام بلند نہ ہوگا"
تو پھر تمہیں معلوم ہوا کہ تم نے اپنی ہی تلواروں سے اپنے گلے کاٹے تھے۔

آج تم پھر آزمائش میں پڑ گئے ہو۔ آج وقت تم سے تقاضا کرتا ہے کہ اپنے حجروں
میں سے نکلو اور اپنے ملک کے معاشرے کو اسلام کے لیے تیار کرو۔ اگر یہاں بھی تم نے اپنی
تاریخِ کہنہ کو دہرایا اور اسلام کے خلاف کفر و الحاد کے ہاتھ میں اپنے فتووں کی تلواریں
تھما دیں تو کیا تم بتا سکو گے کہ اسلام کے مورچے کو اس سرزمین سے بھی اکھاڑنے کے بعد
تم نے کس زمین کے سینے پر اور کس آسمان کے تلے اپنی پناہ گاہ تلاش کر رکھی ہے۔

میرا خیال چاہتا ہے کہ اس ملک کے ادیبوں، شاعروں، مقرروں، صحافیوں اور
اخباروں کے ایڈیٹروں سے بھی عرض کروں کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم نے مسندِ علم و
دانش کا پُروقار مقام چھوڑ کر درباروں کا کام کیوں سنبھال لیا ہے۔ کوئی دن نہیں
جاتا کہ تم کسی اقتدار پسند کے اشارے پر نہ نچائے جاتے ہو اور سوسائٹی میں سے چُن چُن
کر ہر اس شخص کی پگڑی اچھالتے نظر آتے ہو جو تمہیں شریف اور حق گو نظر آتا ہے۔ علم
کا کام انسان کو تذبذب اور شکوک کی دھندلاہٹ سے حق کی چمک اور وضاحت کی طرف
لے جانا ہے لیکن یہ علم تمہیں کس کتاب کا حاصل ہوا ہے جو تمہیں ہر بھاری جیب کے پیچھے
دوڑا دیتا ہے اور ہر اونچے تخت کے سامنے دست بستہ لا کھڑا کرتا ہے۔ تمہارا قلم
اور تمہاری زبان تو خدا کی امانتیں ہیں جنہیں خدا ہی کی راہ میں اسی کا کلمہ بلند کرنے کے لیے
چلنا چاہیے۔ اس لیے کہ کائنات کی سب سے بڑی حقیقت یہی ہے کہ خدا ہی اس کائنات
کا مالک، خالق، آقا، حاکم اور مدبر ہے۔ بندوں کا تو کام ہی یہ ہے کہ وہ اپنے مالک
کی رضا پر اپنی تمام قوتیں خرچ کر دیں۔ اس نے اپنے دوسرے بندوں کی نسبت تمہیں
گویائی اور قلم کی قوتیں زائد عطا فرمائی ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ تم اسی نسبت سے ان قوتوں

کو خدا کی راہ میں صرف کرتے جس نسبت سے اس نے تمہیں دوسروں کی نسبت زیادہ دی ہیں لیکن اخباروں کے کالم، کتابوں کے صفحے اور جلسوں کے پلیٹ فارم گواہ ہیں کہ تم نے اپنے قلم کا نقطہ نقطہ خدا کی مرضی کے خلاف اور اپنی زبان کا حرف حرف خدا کی منشا کے خلاف صرف کر ڈالا ہے جو خدا کا بندہ بھی اپنا فرض پہچانتے ہوئے اپنا حق عبودیت ادا کرنا چاہے، تم قلم کے نشتر اور زبان کے بھالے لے کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہو اور جو اقتدار پسند اور نفس پرست تمہیں اپنی اغراض کا خادم بنانا چاہے تم فوراً اپنی خدمات اس کے سامنے پیش کر دیتے ہو۔

تم نے ان لوگوں کے بے شمار قصیدے لکھے جن کی ذات سے الفاظ کا پیرہن بھی بھی پاک ہوتا تھا اور تم نے ان لوگوں کو ملعون و معتوب کیا جن کی عصمت و پاکیزگی اور خلوص و دیانت داری پر ان کے دشمنوں کا دل بھی چپکے چپکے گواہی دیتا رہا۔ افسوس کہ زمانے کے چوراہے پر تم نے اپنی پیشانیاں اپنے ہی ہاتھوں سے ذلت کی چوکھٹ پر رگڑ دیں اور تمہارے ضمیر نے تمہیں ایک چٹکی تک نہ لی۔ تم نے اپنے ہاتھوں اپنی کلاہ وقار نیچ کر کے بازار تماشے میں ڈال دی اور تمہاری غیرت نے ایک سسکی تک نہ لی۔

میرا دل چاہتا ہے کہ اس ملک کے سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور زمینداروں سے سوال کروں اے زندگی کے بت تراشیدہ ہیرو! اور اے عیش جہاں کے تماشائیو! تم نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ سونے کی جس رتھ پر تم نے اپنا سفر زندگی شروع کر رکھا ہے یہ تمہیں کسی منزل تک نہ پہنچائے گی۔ تم نے مغربی سرمایہ داری اور سامراجیت کے تخت پر بیٹھ کر برسوں تک مظلوم انسانوں کا خون چوسا ہے اور برسوں تک مظلوموں کے خون پسینے سے اپنے جام و مینا کو دوآتشہ کیا ہے۔ لیکن اب اچھی طرح سمجھ لو کہ جو طوفان اب ایام کے دوش پر سوار دنیا کے چاروں طرف پھیلنے کے لیے شمال کی طرف سے اٹھ رہا ہے، اس کی زد سے تمہیں نہ سونے کی کشتیاں بچائیں گی اور نہ رشوتوں کے بیڑے پار لگائیں گے، تم ہزار نوٹوں کی دیواریں اپنی محافظت کے لیے اور ہزار چیک بکوں کے انبار اپنی پناہ کے لیے لگا دو، انقلاب کا ایک ریلا ہی ان سب کو بہائے جائے گا

زندگی کے افق سے دو انقلاب اُبھر رہے ہیں اور انہیں تمہارے سروں پر سے ہو کر
گزرنا ہے۔ اسلام کا انقلاب تم سے اتنا ہی لے گا جتنا تم نے اپنے ظلم اور لالچ اور
خود غرضی سے دوسرے انسانوں سے چھینا ہے۔ وہ تم سے تمام محنت اپنے کام اور حلال
پر قانع رہنے کے لیے مجبور کرے گا۔ وہ تمہیں زندہ رہنے اور جائز طور پر پھلنے پھولنے
کا حق دے گا۔ وہ تم پر اس طرح ظلم نہیں کرے گا جس طرح تم دوسرے انسانوں پر ظلم ڈھاتے
رہے ہو۔ لیکن سُرخ انقلاب جو تمہارے دروازے پر کھڑا دستک دے رہا ہے۔ اس
کی زد میں اگر تم کسی پناہ میں نہ چھپ سکو گے کوئی پل تمہاری حفاظت نہ کرے گا اور کوئی
گوشہ تمہیں امان نہ دے گا۔ تمہاری پھولی ہوئی ہر توند پھاڑی جائے گی اور تمہارا پھلا ہوا
سر تراڑا اگوایا جائے گا۔ سڑکیں تمہاری پھٹی ہوئی توندوں سے پٹ جائیں گی۔ سُرخ سپاہی
تمہاری کھوپڑیوں سے فٹ بال کھیلیں گے درختوں پر اڑنے والے گدھ تمہاری بے جان
لاشوں کو تاکیں گے اور فضا میں منڈلانے والے کوّے اور چیلیں تمہارے گوشت پر اپنی
ضیافتیں اڑائیں گے۔ ان دونوں انقلابات کی گونج اس ملک میں سنائی دے رہی
ہے۔ ایک انقلاب اس کی حدود کے اندر سانس لے رہا ہے اور دوسرا اس کی
سرحدوں سے ٹکرا رہا ہے۔ تمہیں بہرحال ایک کی نذر ہونا ہے۔ اب یہ تمہاری اپنی
پسند ہے کہ تم کس کا ساتھ دو۔ اور کسے اپنی متاعِ زندگی حوالے کرو۔ اب بہرحال تمہیں
اپنے ارغوانی کنستر ڈھانے ہوں گے۔ اب بہرحال تمہیں سپرنگوں والے گدوں
سے اٹھایا جائے گا۔ اب زیادہ عرصے تک تم پوری حیوانیت سے دادِ عیش دیتے
ہوئے اپنے بنگلے کے پھاٹک پر ایک بھوکے انسان کو تڑپتا ہوا چھوڑ نہ سکو گے
اب تمہیں نرم و گداز بستروں سے اور بلند و بالا بنگلوں سے نکلنا ہی پڑے گا۔
اب تم زندگی کی ساری عیش سمیٹ کر اپنی ہی تجوری میں بند نہ کر سکو گے۔ اب تمہیں
وہ بند کھولنے ہوں گے جو تم نے دولت کی گردش میں لگا رکھے ہیں۔ اب اپنی ہستی
کو برقرار رکھنے کے لیے تمہیں کسی ایک انقلاب کا ساتھ دینا ہو گا۔ میرا دل چاہتا ہے
کہ تمہیں آگاہ کروں کہ اگر تمہیں حق و انصاف اور رزقِ حلال سے گریز نہیں ہے تو اس انقلاب کو لانے کے لیے

آگے بڑھو جو تمہیں خیالی انسانی حقوق کے پرچے پورے دیگا اور تمہارا حق تم سے نہ چھینے گا۔

میرا دل چاہتا ہے کہ اس ملک کے محنت کش کسانوں، مزدوروں اور عوام سے بھی کہوں کہ اے بازارِ زندگی کے تہی دست بیوپاریو۔ اے میرے مظلوم بھائیو یہ کون ہے جس نے تمہارے جسموں کا لباس تک چھین لیا ہے اور تمہارے شکموں کو رزقِ حلال سے خالی کر دیا ہے۔ یہ کون ہے جس نے انسانیت کا تمام وقار اور نفس کی تمام عزت تم سے ہتھیا لی ہے۔ جس نے تم سے سہارے کی آخری لاٹھی اور سائے کی آخری دیوار بھی چھین لی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تمہیں روزی کمانے کے غیر مساوی مواقع کی تقسیم نے کچل دیا ہے اور تمہیں اس جونک سے شکایت ہے جس نے مدتوں تک تمہارے جسموں سے جاگیردار، کارخانہ دار اور سرمایہ دار بن کر زندگی کا خون چوسا ہے لیکن تمہارا غضب بے جا ہوگا۔ اگر تم پرزوں پر دانت پیستے رہو اور پرزوں کی مشین کو اجازت دو کہ وہ نصب رہے اور تمہاری پسلیوں کو اپنی بہیمانہ ضربوں سے کڑکڑاتی رہے۔ یہ لوگ تو اس سرمایہ داری نظام کے کل پرزے ہیں جو ایک مدت سے اس سرزمین پر مسلط چلا آ رہا ہے۔ مدت سے تمہارا خون تیل بن کر اس نظام کی مشینری کو چلا رہا ہے۔ تمہارا اصل دشمن تو یہ نظام ہے جس کے کارندوں نے تمہاری شمعِ حیات کا روغن چوس لیا ہے۔ یہ وہ فرنگی ابلیس ہے جو انسان کو شرفِ انسانیت سے محروم کیے دیتا ہے اور طاقتور کو اختیار دیتا ہے کہ وہ اپنے عیش کے لیے جس شمع کو چاہے گل کر دے اور جس سانس کو چاہے روک دے۔ تمہارے ہاتھ میں اگر کوئی قوت ہے تو اس نظام پر ضرب لگاؤ اور اس نعرے کے ساتھ لگاؤ کہ ملک خدا کا ہے اور اس میں سے روزی حاصل کرنے، کمانے اور زندہ رہنے کا حق خدا نے ہر انسان کو دیا ہے جو خدا کی زمین پر اپنی اجارہ داری قائم کرتا اور دوسروں کو محروم کرتا ہے وہ ملک دشمن ہے اور اس موذی دشمن کو زیر کرنے کے لیے اخلاقی قوانین کے پنجرے میں بند کرنا ضروری ہے

میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنے ملک کے مزدوروں اور کسانوں سے یہ بھی عرض کروں کہ تمہاری بیداری سے خائف ہو کر عالمی سرمایہ دار نے اور بھی بہت سے ہتھکنڈے اور پھندے ایجاد کر لیے ہیں تاکہ تمہیں پامال کرتا رہے جن میں سے ایک پھندا اشتراکیت بھی ہے

اب وہ تمہارے سامنے روٹی، کپڑا، مکان اور مشترک ملکیت کے نعرے لے کر پہنچتا ہے جن میں
ملکیت کا وہ خود ہی واحد مالک ہوتا ہے تاکہ تم اپنے آپ پر مغرب کے مذموم نظام کا ایک
خبیث ترین جبر مسلط کر لو جو سراپا آمریت ہے اور جو تمہاری ہمدردی کے نعرے
پر تمہاری ہی مدد سے تم پر مسلط کیا جاتا ہے۔ یہ جدید دورِ غلامی ہے، وہ تم پر دو وقت
کی روٹی کا دروازہ کھول کر باقی سب دروازے بند کر دیتا ہے وہ تمہیں دو وقت
کا چارہ دے کر پالتو مویشی کی طرح تمہارے گلے میں رسّہ ڈال کر اپنے کھونٹے سے
باندھ لیتا ہے۔ دو وقت کی روٹی کے عوض وہ تمہیں عمر بھر کے لیے ایک حیوان کی
طرح استعمال کرتا ہے۔ نہ زمین تمہاری ہوتی ہے نہ مکان تمہارا ہوتا ہے۔ نہ جائداد
تمہاری ہوتی ہے نہ محنت کا پھل تمہارا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ تمہاری بیوی تمہاری نہیں ہوتی
تمہارے بچے تمہارے نہیں ہوتے بلکہ یہ سب کچھ اس بڑے عظیم سرمایہ دار کی ملکیت
کا ہوتا ہے جو دس گھنٹے کام لینے کے بعد تمہیں دو وقت کی روٹی دیتا ہے۔ تم اس زمیندار
کے خلاف ہڑتال کر کے کسی دوسرے زمیندار سے زمین نہیں لے سکتے اس لیے کہ وہ
کھیت اور وہ کارخانہ سب کچھ اس ایک ہی بڑے سرمایہ دار کا ہوتا ہے۔ تم اگر اس عظیم
سرمایہ دار کو چھوڑو گے تو وہ تمہیں بھوکا مار دے گا۔ تم اس کے خلاف مظاہرہ نہ کر سکو
گے۔ اس کے خلاف جلوس نہ نکال سکو گے اس لیے کہ وہ سڑک بھی اس سرمایہ دار کی
ہوگی تم اس سے باغی ہو کر دوکان سے راشن تک نہ لے سکو گے اس لیے کہ راشن
کی دوکان بھی اسی سرمایہ دار کی ہوگی اور وہ اتنا بڑا سرمایہ دار ہوگا کہ حکومت بھی اسی
کی ہوگی۔ پھر وہ حکومت تمہیں حیوانوں کی طرح زندہ رکھے گی اور حیوانوں کی طرح ہی مار
دے گی۔ پھر سوچو کہ تم کیا کرو گے۔ کدھر جاؤ گے جہاں تم فریاد بھی نہ کر سکو گے اس لیے
میں تم سے پوری دل سوزی سے کہتا ہوں کہ میرے عزیز بھائیو! انسانیت کے
اس مقتلِ عظیم سے پناہ مانگو کہ چالاک سرمایہ دار نے سخت ترین پھندہ اگر تمہیں پھنسانے
کے لیے تاریخ کے دور میں کبھی لگایا ہے تو وہ سرخ انقلاب کا پھندہ ہے۔
میرا دل چاہتا ہے کہ میں مسلمان عوام سے پکار پکار کر کہوں اور ان کی رگ

رگ میں یہ یقین اتار دوں کہ ان کی فلاح اور پناہ ان کے دکھوں کا علاج اور ان کے
زخموں کا مرہم ان کی بھوک، پیاس، روٹی، کپڑے، مکان اور دیگر ساری حاجات کا
کفیل ایک اسلامی نظام ہی ہو سکتا ہے۔ روسی نظام جو اسے بے حس اور بے ضمیر مسلمانو
تمہارا دین اور تمہارا ایمان نہیں ہے۔ تمہارا اپنا عقیدہ اور ایمان ہے۔ تم نے آج تک
اس کی چھاؤں میں زندگی کا کوئی سانس نہیں لیا۔ یہی تمہاری، میری اور دنیا کے ہر
انسان کی بدقسمتی ہے۔ اب جس طرح تم نے اپنے اس ملک کے حصول کے لیے تاریخ کو
اپنے ہاتھ سے موڑ دیا تھا اسی طرح اب تمہیں پھر اٹھنا ہو گا۔ تمہارے اٹھے بغیر یہاں کوئی تنکا
بھی نہ بیٹھے گا۔

میرا دل چاہتا ہے کہ اس ملک کی ہواؤں سے کفر و ضلالت اور فسق و
فجور کی گندگی کو، مغرب پرستی اور دہریت کی نجاست کو اپنے دوش پر لاد کر کہیں دور
لے جاؤں، بہت دور، بحر اوقیانوس کے گہرے پانیوں میں، یا گمنام جزیروں میں لے جا
کر ڈال دوں اور مدینۃ الرسول کی گم گشتہ بادِ بہاری کو کہیں سے ڈھونڈ کر اپنے کندھوں
پر لاد لاؤں اور اس ملک کے گوشے گوشے کو اس پاکیزگی سے معمور اور معطر کر دوں اور
اس قوم کے فرد فرد کے تنفس کو اسلامی نظام کی نسیم جانفزا سے اور فرد فرد کے ایمان کو
حریت فکر اور صالح کردار کی تازگی سے محمود و معمور کر دوں۔



خاموش تماشائی

سوچتا ہوں کہ اسی قوم کے وارث ہم ہیں
جس نے اولادِ پیمبرؐ کا تماشا دیکھا

جس نے سادات کے خیموں کی طنابیں توڑیں
جس نے لختِ دلِ حیدرؑ کو تڑپتا دیکھا

برسرِ عام سکینہؑ کی نقابیں الٹیں
لشکرِ حیدرِ کرّار کو لٹتا دیکھا!

ام کلثومؑ کے چہرے پہ طمانچے مارے
شام میں زینبؑ و صغریٰؑ کا تماشا دیکھا

خیرِ کونینؐ کی بیٹی کا جگر چاک کیا
سبطِ پیغمبرِ اسلام کا لاشا دیکھا

دیدۂ قاسمؑ و عباسؑ کے آنسو لوٹے
قلب پر عابدؑ بیمار کے چرکا دیکھا

توڑ کر اکبرؑ و اصغرؑ کی رگوں پر خنجر
جورِ دوراں کا بہیمانہ تماشا دیکھا

بھائی کی لاش سے ہمشیر لپٹ کر روئی
فوج کے سامنے شبیرؑ کو تنہا دیکھا

پھاڑ کر گنبدِ خضریٰ کے مکیں کا پرچم
عرش سے فرش تلک حشر کا نقشہ دیکھا

قلبِ اسلام میں صدمات کے خنجر بھونکے
کربلا میں کفِ قاتل کا تماشا دیکھا

ابوسفیان کے پوتے کی غلامی کر لی!
خود فروشوں کو دنائت سے پنپتا دیکھا

اے مری قوم! ترے حسنِ کمالات کی خیر
تو نے جو کچھ بھی دکھایا وہی نقشہ دیکھا

یہ سبھی کیوں ہے، یہ کیا ہے، مجھے کچھ کہنے دے
کوئی تیرا بھی خدا ہے؟ مجھے کچھ سوچنے دے

(شورش کاشمیری)

۱؎ ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے حیرت انگیز غیر متوقع نتائج دیکھنے کے بعد شاعر نے ایک شدید اضطراب اپنے دل میں محسوس کیا۔ یہ ملک کا پہلا عمومی انتخاب تھا۔ یہ نظم اس اضطراب کا اظہار ہے۔

نوجواں مسلم

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا، تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

تجھے اُس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں سے تاجِ سرِ دارا

تمدن آفریں، خلاقِ آئینِ جہاں داری
وہ صحرائے عرب، یعنی شتربانوں کا گہوارا!

سماں الفقر فخری کا رہا شانِ امارت میں
بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا

غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارا

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

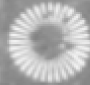
(اقبالؒ)



ہماری مطبوعات

- ترجمۂ قرآن مجید
- تفہیم القرآن جلد اوّل (سورۂ فاتحہ تا سورۂ الانعام)
- تفہیم القرآن جلد دوم (سورۂ الاعراف تا سورۂ بنی اسرائیل)
- تفہیم القرآن جلد سوم (سورۂ الکہف تا سورۂ الروم)
- تفہیم القرآن جلد چہارم (سورۂ لقمان تا سورۂ الاحقاف)
- تفہیم القرآن جلد پنجم (سورۂ محمد تا سورۂ الطلاق)
- تفہیم القرآن جلد ششم (سورۂ التحریم تا سورۂ الناس)
- سیرتِ سرورِ عالم جلد اوّل
- سیرتِ سرورِ عالم جلد دوم
- الجہاد فی الاسلام

- دینیات
- خطبات حصہ اوّل (حقیقتِ اسلام)
- خطبات حصہ دوم (حقیقتِ صوم و صلوٰۃ)
- خطبات حصہ سوم (حقیقتِ زکوٰۃ)
- خطبات حصہ چہارم (حقیقتِ حج)
- خطبات حصہ پنجم (حقیقتِ جہاد)
- حقوق الزوجین
- خلافت و ملوکیت
- سلاجقہ
- دکن کی سیاسی تاریخ



ادارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لمیٹڈ

لاہور ——— پاکستان